موجِ غزل

کتابی سلسلہ نمبر ۱۷۰



فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے "منفرد ردیف و نظم" رنگ کے تحت
منعقدہ مشاعرہ نمبر ۱۷۰ بتاریخ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۹ء پر مشتمل برقی کتاب

موجِ غزل

ردیف "سوچتے ہیں" نظم "سوچ"

گروپ منتظمین:

ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر
قدسیہ ظہور

مرتبہ:

نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

mudeer.ai.new@gmail.com

ترتیب

پیش لفظ

سوچتے ہیں کیا ہوا ہے؟ کب ہوا ہے؟ جانچتے ہیں، سوچتے ہیں یہ تماشا چند شاعر دیکھتے ہیں، سوچتے ہیں زندگی ایک تماشا ہے جس کا مشاہدہ انسانی شعور کا ارتقاء ہے۔ انسان نے کائنات میں جنم لیتے ہی اپنے خمیر میں پوشیدہ قوت مشاہدہ کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ جمادات، نباتات اور حیوانات پر مشتمل دنیا کو دیکھتا چلا گیا۔ جو کچھ دیکھا اسے مختلف اشکال میں محفوظ کرتا چلا گیا۔ بے چین روح نے شاعری میں سکون پایا تو ابلاغ نے سماجی ترقی میں جگہ پائی۔

موج غزل بھی معاشرتی اور سماجی مسائل کو محسوس کر کے مشاہدے اور احساس کے امتزاج سے سخن وری کا ہنر آزمانے کی اماج گاہ ہے۔ مادیت پرستی معاشرتی تناؤ اور عصری جبر نے انسان کے احساسات کو مختل کیا ہے۔

معاشرے کے حساس شعرا کو اظہار کی آزادی دیتے ہوئے موج غزل ادبی فورم میں مختلف رنگ پیش کیے جا رہے ہیں۔ تخلیقی اور تنقیدی شعور سے مزین اس ادبی سفر میں شریک احباب قابل تحسین ہیں۔ میں سب کی کاوش اور محنت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

موج غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۱۷۰ میں غیر طرحی منفرد ردیف رنگ ہر مشتمل برقی کتاب حاضر ہے زندگی کے مسئلے پر بات کرنا لازمی ہے آؤ! تھوڑی دیر مل کر بیٹھتے ہیں، سوچتے ہیں۔ تمام احباب سلامت رہیں۔

ہاشم علی خان ہمدم



اسامہ بابر

نام اسامہ بابر، تخلص بابر۔ تعلیم ابھی میٹرک تک ہے۔ تعلق ضلع عمر کوٹ سے ہے لیکن رہائش پذیر کنزی میں ہیں۔ لڑکپن نہیں بلکہ بچپن سے مزاج شاعرانہ ہے۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز ۲۰۱۶ء سے کیا۔ تادمِ تحریر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم اِتنا مواد اکٹھا ہو گیا ہے کہ کتاب شائع ہو سکے۔ اِن شاء اللہ اس ضمن میں جلد ہی کوئی خبر ملے گی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے:

ممکن ہے میری عید ہو
اِس بار تیری دید ہو

غزل

کیا کیا نہ دے رنج و تعب سوچتے ہیں
پھر اس کی وجہ، اس کا سبب سوچتے ہیں

کیا بہرِ تفکر تھا بچا، کیا کرتے
ہر لمحہ فقط تیرا غضب سوچتے ہیں

جو خوفِ جدائی میں کبھی سوچ نہ پائے
تو آج چلو مل کے وہ سب سوچتے ہیں

فطرت ہی بری جن کی ہو، وہ سوچتے کیا
بھولے سے بھی اوروں کا وہ کب سوچتے ہیں

میں جبکہ برا ہوں نہیں تو اہلِ جہاں
کیوں مجھ کو بُرا سوچیں، عجب سوچتے ہیں



اشعر نورانی

نام خبیرالاسلام رضوی، تخلص اشعر نورانی، ولدیت محمد جہانگیر عزیزی، ۲؍نومبر ۱۹۸۷ء کو پوکھری کلاں، پوسٹ سریڈیہ، تھانہ برواڈیہ، ضلع لاتیہار، صوبہ جھارکھنڈ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ پیشہ درس وتدریس امامت وخطابت ہے۔ تعلیم حافظ وقاری عالم و فاضل مع ڈی ایلیڈ کورس ہے۔ شاعری کا آغاز ۲۰۱۷ء میں کیا۔ حمد، نعت، غزل، نظم، منقبت، طنز ومزاح اظہارِ ذات کے وسیلے ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ زیرِ طبع کتابوں میں کلامِ اشعر، نغمات اشعر، متاع اشعر، حراء کا نور، مجموعۂ مناقب، مجموعۂ نعت، بلبل جھارکھنڈ، گلستان اشعر وغیرہ شامل ہیں۔

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہ دولت نہ شہرت نہ زر سوچتے ہیں
تصور میں طیبہ نگر سوچتے ہیں

اِدھر سوچتے نہ اُدھر سوچتے ہیں
مدینہ جدھر ہے اُدھر سوچتے ہیں

خیالوں میں طیبہ نگر سوچتے ہیں
میرا کب ہو رخت سفر سوچتے ہیں

نہیں پاس میں مال و زر یا حبیبی
میں آؤں مدینہ مگر سوچتے ہیں

محبت جو کرتے ہیں شاہ امم سے
وہ طیبہ کو شام و سحر سوچتے ہیں

بسا کر دلوں میں شہِ انبیاء کو
عقیدت سے جن و بشر سوچتے ہیں

خدا نے دیا ان کو علم لدنی
مگر بیخبر! بیخبر سوچتے ہیں

منور ہوئے جس سے ذرے جہاں کے
شہ دیں کا وہ رہ گزر سوچتے ہیں

ابوبکرؓ و عثمانؓ عمرؓ اور حیدرؓ
خدا داد ہیں یہ جگر سوچتے ہیں

خدا کے کرم سے نبی کی عطا سے
مدینے میں بن جائے گھر سوچتے ہیں

ولادت ہوئی جب مرے مصطفٰے کی
تو شرما کے شمس و قمر سوچتے ہیں

خدا نے کہا ہے سراجاً منیراً
یہ نادان مثلِ قمر سوچتے ہیں

نچھاور شہِ دیں پہ ہوتے ہیں اشعؔر
جہاں کو کب اہلِ نظر سوچتے ہیں

ثمرین افتخار

نام ثمرین افتخار، تعلیم ایم ۔فل (اردو و اقبالیات)، درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ڈونگہ بونگہ ضلع بہاول نگر سے تعلق ہے اور وہیں رہائش پذیر ہیں۔آج سے ٹھیک پانچ سال پہلے پہلا شعر کہا، جس کا سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔اصناف سخن میں شاعری اور افسانہ نگاری ان کے ابلاغ کا ذریعہ ہیں۔ابھی تک کوئی کتاب تو شائع نہیں ہوئی، ہاں البتہ مختلف ادبی رسائل میں وقتاً فوقتاً شاعری اور افسانے شائع ہوتے رہتے ہیں۔مستقل قریب میں کسی کتاب کے آنے کا امکان بھی فی الحال عنقا ہے۔اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

مرے آنچل پہ بکھرے ہیں ہزاروں رنگ چاہت کے
کبھی ممتا کبھی بہنا کبھی بیٹی کی صورت میں

سوچ

تاریک رات کی گھن گرج میں
کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی
چاند منظر سے غائب تھا
سناٹے سے ڈر کر چھپ گیا تھا
تارے آنکھوں سے جگمگ کرتے
فلک کی گود میں چھپ رہے تھے
گاؤں کی واحد مسجد سے
تہجد کی اذان گونج رہی تھی
کھیتوں میں کھڑے درخت سارے
پرندوں کے خواب سن رہے تھے
پگڈنڈی پر کوئی کسان
کاندھے پر اوزار ہل رکھے
محنت کے پسینے میں لت پت

ہونٹوں پہ صبر کی ہنسی بٹھائے
گھر میں منتظر بیوی بچوں سے
ملنے کی چاہ میں چل رہا تھا
الو کی آواز کا سر بھی
وقفے وقفے سے لگ رہا تھا
ہر چیز اپنی جگہ پر تھی اور
گاؤں کی سیدھی سادھی لڑکی
سوچوں کی گٹھڑی کھولے
ماضی کی یادوں کو ٹٹول رہی تھی
سوچوں کی زنجیر نے اس کو
جکڑ رکھا تھا ہر سمت سے
وہ ماضی کہ جس میں اس سے
اک گناہ سرزد ہوا
یعنی اس کو گاؤں میں سب سے
غریب لڑکے سے عشق ہوا تھا
امیری کے ہاتھوں وہ لڑکا

بے گناہ مارا گیا تھا
سال بیت گیا تھا
سوچیں اس لڑکی کو ہر رات
اذیت دے دے مارتی ہیں



جمشید ساحل بریلی شریف

نام جمشید ساحل، تخلص ساحل، تعلیم درسِ نظامی فضیلت۔ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ پسندیدہ مشغلہ شاعری ونعت گوئی ہے۔ ملوک پور بریلی شریف، چکیا مشرقی چمپارن سے تعلق ہے۔ شاعری کی ابتدا مارچ ۲۰۱۴ء سے کی۔ اصناف سخن میں حمد ونعت، منقبت، غزل اظہار کا وسیلہ ہیں۔ تاحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم ان شاء اللہ جلد ہی دو عدد کتب بعنوان تجلیاتِ ساحل اور فکر ساحل سے متوقع ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

پھر نہ آؤں گا کبھی لوٹ کے میں بھارت میں
شہرِ طیبہ میں مرا جانا اگر ہو جائے

ای میل ایڈریس jamshedsahilbarellvi@gmail.com

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مدینے کی رنگیں فضا سوچتے ہیں
شہِ دیں کا گنبد ہرا سوچتے ہیں

جہاں شاہِ طیبہ کا بچپن ہے گزرا
سدا اس گلی کی ادا سوچتے ہیں

دیارِ نبی میں ہو مدفن ہو ہمارا
یہی اہلِ ایماں سدا سوچتے ہیں

شہ دیں کی الفت میں بیمار دل ہے
کریں کون سی اب دوا سوچتے ہیں

لرزنے ہی لگتا ہے قلب و جگر جب
لحد کا وہ منظر خدا سوچتے ہیں

جو بات آئے ان کے لطف و کرم کی
تو ساحل بس ان کی عطا سوچتے ہیں



جیاؔ قریشی

نام حمیدہ پروین، تخلص جیاؔ قریشی، تعلیم اِن کی بی ایس سی۔ بی ایڈ ہے۔ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری لگ بھگ عرصہ دس سال سے کر رہی ہیں لیکن ابھی تک اِن کی کوئی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی تاہم شاعری کا مواد اس قدر ہو گیا ہے کہ کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

کردار زمانے پہ جیاؔ راج کرے گا
عورت ہوں مگر مرد پہ سرداری کروں گی

ای میل:jiya.qureshi202@gmail.com

غزل

تجھے جب بھی جانِ غزل سوچتے ہیں
یہی ہے محبت کا حل سوچتے ہیں

ہمیں نفرتوں سے علاقہ نہیں ہے
ملے گا محبت کا پھل سوچتے ہیں

جنہیں عشق سے واسطہ پڑ گیا ہے
دماغ اور دل کا خلل سوچتے ہیں

وہی حاصلِ زندگی ہیں ، ثمر ہیں
کبھی ساتھ گذرے جو پل سوچتے ہیں

ہمارا ہے کوئی نہ ہم ہیں کسی کے
انا زاد ہیں بے مثل سوچتے ہیں

خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے
اسی جھونپڑی کو محل سوچتے ہیں

نجانے انہیں کیا ہوا لگ گئی ہے
نجانے وہ کیا آج کل سوچتے ہیں

سوا تیرے کوئی نہ تھا اور نہ ہو گا
نہیں تیرا نعم البدل سوچتے ہیں

تجھے تو ملا تھا ہنر چاہتوں کا
ہوا کیا تجھے اے مثل سوچتے ہیں

زمیں پر رکھا تھا قدم کس نے پہلا
ابد کو نہیں ہم ازل سوچتے ہیں

ہمیں خام لوگوں سے مطلب نہیں ہے
کہ ہم جو بھی سوچیں اٹل سوچتے ہیں

کہانی میں کیسے نیا موڑ آیا
یہ کیا واقعہ ہے ؟ سو ، چل سوچتے ہیں

جیاؔ تجھ کو دیکھا تھا کس چاندنی میں
تجھے جھیل کے سب کنول سوچتے ہیں

حقیقت کھلے گی یقیں ہو رہا ہے
جیاؔ آئے گی جب اجل سوچتے ہیں



حسنین رضا قادری بلرامپوری

نام حسنین قادری، تخلص حسنین، تعلیم ایم اے، درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ تلسی پور ضلع بلرامپور یوپی میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء جنوری ۲۰۱۸ء میں کی۔ اظہار کا محبوب وسیلہ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کو سمجھتے ہیں۔ اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم ایک نعتیہ شاعری کا مجموعہ بعنوان ''ذریعۂ نجات'' زیرِ طبع ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے

اے کاش! قبر میں مجھے حضور دیکھ کر کہیں
فرشتو! چھوڑ دو اِسے یہ میرا جاں نثار ہے

رابطہ 8354980130

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

بچھا کر چشمِ تر، ہم سوچتے ہیں
انہیں آٹھوں پہر، ہم سوچتے ہیں

تری راہوں میں اے جانِ بہاراں!
بچھا ڈالیں جگر ہم سوچتے ہیں

پئے تبدیلیِ صفحاتِ قسمت
چلیں طیبہ نگر، ہم سوچتے ہیں

بلاوا جانے کب طیبہ سے آئے
یہی اب رات بھر، ہم سوچتے ہیں

انہیں مالک کیا کُل کا خدا نے
یہ کیا سنگ و شجر، ہم سوچتے ہیں

جمالِ گنبدِ خضریٰ پہ اپنی
فدا کر دیں نظر، ہم سوچتے ہیں

مدینے کی کبھی اے کاش! دیکھیں
حَسیں شام و سحر، ہم سوچتے ہیں

دیارِ مصطفیٰ ﷺ میں زندگی اب
کریں جا کر بسر، ہم سوچتے ہیں

کبھی طیبہ کی جانب بھی خدایا
ہمارا ہو سفر، ہم سوچتے ہیں

نبی ﷺ کے قدموں پر حسنینؔ اپنا
نچھاور کر دیں سر، ہم سوچتے ہیں



خاورؔ چشتی

نام خاور مشتاق چشتی، تخلص خاورؔ چشتی، تعلیم ماسٹرز ہے۔ تعلق بہاولپور سے ہے اور وہیں کی سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بینکاری کے شعبے سے وابستہ رہے ہیں اور اِن دِنوں ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ شاعری کی ابتداء یونیورسٹی کے دور میں کی تھی جو تاحال پورے شدومد سے جاری ہے۔ موجِ غزل کے مشاعروں میں باقاعدگی سے شریک ہو رہے ہیں اور اپنا خوبصورت کلام پیش کر رہے ہیں۔ اِن کے کلام میں شوخی اور رومانیت کا حسین تال میل دکھائی دیتا ہے جس سے اِن کی غزل کی روائتی اقدار سے وابستگی کا واضح اظہار دکھائی دیتا ہے۔

غزل

کبھی تم اور کبھی ہم سوچتے ہیں
ملے کیوں ہم کو یہ غم سوچتے ہیں

دھڑکتا ہے جو دل تو خوف کیسا
یونہی فارغ ہیں پیہم سوچتے ہیں

محبت کے حسیں دن اور راتیں
کٹیں کیسے یہی تم سوچتے ہیں

سمانا آ کے وہ باہوں میں میری
بڑھی دھڑکن کی ردّہم سوچتے ہیں

نہیں ہم سوچتے باتیں گزشتہ
جو یاد آئیں تو کم کم سوچتے ہیں

نہیں معلوم ہو پاتا کسی کو
بہت دھیرے سے، مدھم سوچتے ہیں

وہ تیرا آ کے ملنا چھپ چھپا کے
ہوئے دونوں تھے مدغم سوچتے ہیں

نہ جانا ہم نے خاؔور کیا وجہ تھی
ہوئے کاہے کو برہم سوچتے ہیں



دلشاد نسیم

نام دلشاد نسیم، تخلص دلشاد، تعلیم ایم اے فلسفہ، پیشہ سکرپٹ رائیٹر۔ لاہور میں مقیم ہیں۔ہم جہت شخصیت کی مالک ہیں۔اب تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں نظموں کا مجموعہ محبت ایک استعارہ ہے، غزلوں کا مجموعہ زیرِ لب ابد کا کنارا، متاعِ جاں ناول ہیں جبکہ ایک اور ناول تعویذ اشاعت کے مرحلے میں ہے۔افسانوں کا ایک مجموعہ اسیرِ ذات کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا ہے، کچھ نہ کچھ لکھتی رہتی ہیں۔ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ہم کہاں ایسے مرنے والے ہیں
اپنے لہجے کی مار مار ہمیں

اصنافِ سخن میں افسانہ، ناول، ڈرامہ، کالم، نظم، غزل وغیرہ شامل ہیں۔اردو اور پنجابی دونوں ابلاغ کی زبانیں ہیں۔

ای میل۔۔dil_nasim@hotmail.com

غزل

تجھے رات دن چارہ گر سوچتے ہیں
مرے گھر کے دیوار و در سوچتے ہیں

نہیں سوچتا میرا دل تجھ کو تنہا
تجھے میرے دستار و سر سوچتے ہیں

کبھی سوچتے ہیں سرِ راہ یوں ہی
کبھی ساتھ تیرے سفر سوچتے ہیں

ترے ساتھ جیون کا ہر لمحہ بیتے
بنا کے خیالوں کا گھر سوچتے ہیں

تمہاری محبت ہے دنیا کی حد تک
مگر ہم تو اس سے دگر سوچتے ہیں

کہاں جا کے ڈوبے ہیں سارے ستارے
مرے ساتھ شمس و قمر سوچتے ہیں

نہ جانے محبت کی قسمت میں کیا ہے
بھٹکتے ہوئے در بدر سوچتے ہیں



ذہینہ صدیقی

نام ذہینہ صدیقی، تخلص ذہینہ، تعلق بھوپال، مدھیہ پردیش سے ہے تاہم رہائش پذیر نیو دہلی، بھارت میں ہیں۔ تعلیم مہارانی لکشمی بائی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ تین مضامین میں ایم اے کر رکھا ہے جن میں اردو، انگریزی اور تعلیم شامل ہیں۔ تعلیم و تدریس سے وابستہ ہیں، انگریزی زبان کی معلمہ ہیں۔ علاوہ ازیں آل انڈیا ریڈیو میں اناؤنسر کے فرائض بھی سر انجام دے رہی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

میری نگاہ بھی مجھ پر کبھی نہیں اُٹھی
مرا وجود ہی کیا ہے، برائے نام ہوں میں

غزل

جنہیں آپ اہلِ وفا سوچتے ہیں
وہی آپ کو بے وفا سوچتے ہیں

جو ہر لمحہ ہم سے جُدا سوچتے ہیں
یقیناً وہ کچھ تو بجا سوچتے ہیں

جو وطن اور رعایا کا ہمدرد ہو
اُسی کو صحیح رہنما سوچتے ہیں

جو مجبور و مظلوم و معزور ہیں
ہم اُن کے لئے بارہا سوچتے ہیں

جو کرتے ہیں شکوہ سدا بے رُخی کا
کیا اُن کے لئے ہم بُرا سوچتے ہیں

سبھی کو ہے حق سوچنے کا برابر
مگر کچھ تو حد سے سوا سوچتے ہیں

اُنہیں سوچ اپنی بدلنی پڑے گی
ذہینہ کو جو دلرُبا سوچتے ہیں



راحیلہ بیگ چغتائی

نام راحیلہ بیگ چغتائی، تخلص دوست، تعلیم ایم اے انگلش لٹریچر ایم اے پولیٹیکل سائنس پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ان لنگوسٹک۔ پیشہ ور کالم نویس ہیں تاہم ابھی ایم فل انگلش لٹریچر کی طالبہ ہیں۔ رہائش مدینہ منورہ سعودی عریبیہ میں ہے۔ پشتینی طور پر چکوال سے تعلق رکھتی ہیں۔ شاعری کی ابتدا ساتویں جماعت سے کی جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اصناف سخن میں نثری نظم، نظم، غزل وغیرہ میں طبع آزمائی کرنا پسند کرتی ہیں۔ ابھی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

محسوس گر کریں گے تو گزرے گی کیسے دوست
سو ہم نے زندگی کو بھلا کر بسر کیا

ای میل Cactus_cactus21@yahoo.com

سوچ

پیار کا حوالہ جب
ہجر ہجر ہو جائے
اور دِل کی ہر دھڑکن
ذکر ذکر ہو جائے
اُس کی ذات کی خاطر
فکر فکر ہو جائے
سوچنا تو بنتا ہے

جب اِن آنکھوں کا حاصل
بس اک اُس کا چہرہ ہو
اور ہجومِ دنیا میں
جب وہ صرف تیرا ہو
پور پور حسرت نے
اس کا لمس گھیرا ہو
سوچنا تو بنتا ہے

سوچ کے حوالوں میں
صرف وہ ہی شامل ہو
نیند کے سفر میں جب
وہ ہی خوابِ کامل ہو
سوچنا تو بنتا ہے

سب کے ساتھ ہو کر بھی
بے پناہ اکیلے ہوں
خامشی کے جنگل میں
بیتی عمر کے میلے ہوں
وقت کے سبھی لمحے
اُس سے دور، اکیلے ہوں
جب جب سرد راتوں کے
ظالم ، ظالم رتجگے
اس کی خاطر جھیلے ہوں
سوچنا تو بنتا ہے
سوچنا تو بنتا ہے

غزل

زندگی جیسے لہو میں دوڑے
ایسی حسرت سے تجھے سوچتے ہیں

تو تو خود ہم میں نظر آتا ہے
اپنی قیمت سے تجھے سوچتے ہیں

جنبشِ ابرو صدا دیتی ہے
خاص قربت سے تجھے سوچتے ہیں

رابطہ ہاتھوں کی مہندی کا ہے
اس کی رنگت سے تجھے سوچتے ہیں

شب ہے، تنہائی ہے اور کافی ہے
ایک نسبت سے تجھے سوچتے ہیں

پہلی کروٹ سے تری یاد کا ساتھ
کس طوالت تجھے سوچتے ہیں

ساتھ رہتا ہے خیالات میں تو
گویا مدت سے تجھے سوچتے ہیں

جیسے پہلو میں چلا آیا ہے
اپنی قسمت سے تجھے سوچتے ہیں



رمضان حیدر فردوسی

نام محمد رمضان حیدر قادری فردوسی، تخلص حیدر، تعلیم جامعہ نعیمیہ مرادا باد یو پی سے عالم فاضل ۔ پیشہ درس وتدریس دعوت و تبلیغ ہے۔ان کی تصنیفات میں تحفۂ نعیمیہ، شمشیر عتاب، مخدوم جہاں اولیاء اللہ کی نظر میں، امام حسین اور یزیدی افکار، خطبات حیدری اور مدارس اسلامیہ اور مظلوم طلبہ شامل ہیں۔زیرِ ترتیب کتب میں ارشادات مخدوم جہاں، طہارت وضو اور نماز، اصناف سخن میں نعت وغزل شامل ہیں۔ان کا نمائندہ شعر ہے۔

فکر محشر کی چھوڑ دے حیدؔر
وہ تو جنت دِکھا کے بیٹھے ہیں

رہائشی پتہ : خانقاہ فردوسیہ، جونکا شریف، وایا تین پہاڑ، ضلع صاحب گنج،
پن کوڈ 164161
فون نمبر 9934784168

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

بھلا سب کا سب سے وفا سوچتے ہیں
غلامِ محمد جدا سوچتے ہیں

بنا کون علمِ الٰہی کا مکتب
اسے ہم تو غارِ حرا سوچتے ہیں

فلک سدرہ عرشِ خدا لا مکاں بھی
مقامِ حبیبِ خدا سوچتے ہیں

حسیں زلف والیل ہے مصطفیٰ کی
رخِ پاک کو والضحیٰ سوچتے ہیں

وہی چاہتا ہے خداوندِ عالم
کہ جیسا حبیبِ خدا سوچتے ہیں

فلک کے چمکتی ہوئی کہکشاں کو
محمد کی پیزار پا سوچتے ہیں

ارم کی بہاریں بھی ہوتی ہیں قرباں
اگر ان کا ہم نقش پا سوچتے ہیں

شریعت کا پہرہ لگا ہے زباں پر
نہیں تو بتاتا کہ کیا سوچتے ہیں

ہے معلوم حیدر انہیں حال میرا
کروں کون سی التجا سوچتے ہیں

روبینہ شاہین بینا

نام روبینہ شاہین تخلص بیناؔ، تعلیم ایم۔اے معاشیات، بی ایڈ، پی جی ڈی (کمپیوٹر سائنس) ہے۔معلمہ کے پیشے سے منسلک رہی ہیں لیکن شادی کے بعد محض خاتونِ خانہ بن کر رہ گئی ہیں۔پشتینی تعلق اسلام پورہ جبر، گوجر خان سے ہے تاہم اسلام آباد میں مقیم ہیں۔شاعری کا باقاعدہ آغاز شادی کے بعد کیا جو ہنوز جاری ہے۔شاعری میں اِنہوں نے زیادہ تر غزل میں طبع آزمائی کی ہے۔طنز و مزاح پر مبنی شاعری اِن کا مرغوب مشغلہ ہے۔ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم جلد ایک عدد برقی کتاب لگائی بجھائی کے نام سے آنے والی ہے۔اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

تجھے لگ رہا ہے کہ میں کج ادا ہوں
مجھے لگ رہا ہے کہ تو ہے مثلث

ای میل rubsha73@yahoo.com

غزل

سندوں کا حل سوچتے ہیں
''بھیڑی جئی گل'' سوچتے ہیں

خان سے کیوں ٹکرائے تھے
ڈورے ہر پل سوچتے ہیں

آج جگالی کرنی ہے
آج نہیں کل سوچتے ہیں

honesty کا پوچھا تھا
حضرت گوگل سوچتے ہیں

کوکا کولا لا ظالم!
پی کر بوتل سوچتے ہیں

آپ پروفیسر ہیں کیا
گنجل گنجل سوچتے ہیں

کوئی افادہ ہے ہی نہیں
پھر بھی ہر پل سوچتے ہیں

آنٹی پھر کس کام کی ہے
کاہے انکل سوچتے ہیں

ہم کو اپنے سر کی فکر
اور وہ دنگل سوچتے ہیں

اِتنے فارغ بیٹھے ہیں
بدھ تا منگل سوچتے ہیں

بیناؔ کچھ کچھ لایعنی
میں اور کوملؔ سوچتے ہیں



زین العابدین شاہ قادری عابد

نام زین العابدین، تخلص عابد، تعلیم میٹرک اوراسس کے ساتھ ساتھ ڈپلومہ حفظ مولوی عالم فاضل۔ ضلع لاتور مہاراشٹر بھارت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہیں سکونت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اصنافِ سخن میں نعت، منقبت قصیدہ، غزل، رباعی وغیرہ پر طبع آزمائی کرنا پسند کرتے ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۲ءسے کی۔ ابھی تک اِن کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

خدا بھی اُن کو کبھی راست پہ نہیں لاتا
جو دل سے کرتے نہیں اپنے راہبر کا لحاظ

ای میل zainulabedeendadri@gmail.com

غزل

محبت کے سمندر کا تلاطم سوچتے ہیں
ہم اپنے یار میں ہو کر سدا گم سوچتے ہیں

اگرچہ رہتے ہیں غمگین بس اس کی تڑپ میں
مگر پھیلا کے ہونٹوں پہ تبسم سوچتے ہیں

عجب انداز سے کی ہے مسیحائی ہماری
تظلّم ہے کہ یا ہے یہ ترحّم سوچتے ہیں

انہیں ہی ملتی ہے بس معرفت دیکھو خدا کی
جو اپنے آپ میں ہو کر سدا گم سوچتے ہیں

ہم اپنے ہوش کھو بیٹھے ذرا سی کیا پلا دی
بتاؤ کونسی ہے آپ کی خُم ، سوچتے ہیں!

جھلک کردار میں جس کے ہو پیدا نورِ حق کی
تو اس کے حق میں قدسی رشکِ انجم سوچتے ہیں

دل و جاں نفس باطن جسم میں ہو کے الگ ہیں
ہے آخر کونسا ان میں تصادم سوچتے ہیں

کمالِ عشق سے عابد ہیں اپنے آپ میں مست
نہیں پڑتا ہمیں کچھ فرق کیا تم سوچتے ہیں



سحر نورین سحر

نام سحر نورین، قلمی نام سحر نورین سحر، تخلص سحر، تعلیم گریجویشن۔فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔شاعری سے بچپن سے لگاؤ تھا جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ان کا نمائندہ شعر یہ ہے۔

سحر وہ مانگتے ہیں عشق کا صدقہ ہمارا دل
ہمارا ایک ہی دل ہے سخاوت کر نہیں سکتے

غزل

زمانے کی ہم مختصر سوچتے ہیں
تجھے آج کل اس قدر سوچتے ہیں

کبھی تجھ سے شہرِ وفا میں ملیں گے
یہی رات دن بے خبر سوچتے ہیں

سجائے نہیں خواب محلوں کے ہم نے
تیرے دل میں بس ایک گھر سوچتے ہیں

تمنا نہیں اب نہیں کوئی حسرت
تجھے جانِ جاناں گہر سوچتے ہیں

تیری چاہتیں جو میسر ہوئی ہیں
ہم آہِ جگر کا اثر سوچتے ہیں



سمعیہ ناز

نام سمیعہ اقبال، قلمی نام سمیعہ ناز، تخلص ناز، اپریل ۱۹۶۹ء کو سرائے عالمگیر، جہلم، ضلع گجرات پاکستان میں پیدا ہوئیں تاہم لیڈز، برطانیہ، یوکے میں رہائش پذیر ہیں۔ بزنس اسٹڈیز میں گریجویٹ ہیں۔ دو نعتیہ کلام کے مجموعے بالترتیب ’’خزینۂ نور اور خزینۂ رحمت کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ براڈ کاسٹر بھی ہیں۔ نور ٹی وی یوکے پر نعت کے پروگرام ’’بزمِ نور‘‘ کی پیشکار رہیں۔ نعت خواں، نعت گو شاعرہ، اناؤنسر۔ نعتیہ مشاعرے نعتیہ محافل کی آرگنائزر رہیں۔ شاعری کا آغاز ۱۹۸۷ء میں زمانۂ کالج سے کیا۔ اصنافِ سخن میں غزل، پابند نظم اور آزاد نظم میں طبع آزمائی کرتی رہیں لیکن شاعری کا سلسلہ ۱۹۹۱ء میں موقوف کر دیا۔ باقاعدہ نعت نگاری کا آغاز ۱۹۹۴ء میں کیا جس میں انہوں نے نعتیہ غزلیں، نعتیہ رباعی، نعتیہ نظموں کے ساتھ ساتھ مناقب بھی لکھیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ثنا کے پھول انہی کے کرم سے کھلتے ہیں
سخن وری کا بھلا کب کمال ہے مجھ میں

نعت رسولِ مقبول ﷺ

ستاروں بھری رہ گذر سوچتے ہیں
درِ شہ کو ہم چشمِ تر سوچتے ہیں

مبارک ہو ثروت ، امیروں کو ان کی
غریبوں کا خیر البشر سوچتے ہیں

ملی ہر قدم پر ہمیں کامیابی
درودوں کا میٹھا ثمر سوچتے ہیں

مدینے میں جا کے ، سلاموں کی ڈالی
انہیں بھیجیں شام و سحر سوچتے ہیں

بہت بے قراری بڑھی اب کے دل کی
مدینے کو جائیں دگر سوچتے ہیں

یہ مدح و ثنا ہو رہی ہے جو پیہم
انہی کے کرم کا اثر سوچتے ہیں

بہت خوب تھے روز و شب وہ ہمارے
دیارِ نبی کا سفر سوچتے ہیں



سیّد انوار زینؔ

نام سیّد انوار، تخلص زینؔ، تعلیم ماسٹرز، کراچی سے تعلق ہے اور اسی شہرِ بے مثال میں رہائش پذیر بھی ہیں۔ درس و تدریس سے وابستہ رہے ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی درس و تدریس سے ہی وابستہ ہیں۔ اِن کے کلام میں اساتذہ جیسی گہرائی اور پختگی پائی جاتی ہے۔ اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہو پائی ہے تاہم مستقبل قریب میں ایسا ہونا ناممکن بھی نہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

ہم نے تدریس میں گزاری ہے
زندگی جس قدر ہماری ہے

غزل

کب زمانے کی ادا سوچتے ہیں
ہم تو بس دل کا کہا سوچتے ہیں

رقص کرتے ہیں جنوں میں اکثر
کیوں ملی ہے یہ سزا سوچتے ہیں

خود پہ کرتے ہیں ستم ہم کتنے
کب کسی کا یاں برا سوچتے ہیں

کس سے کرنی تھی وفائیں ہم کو
کس سے کر بیٹھے وفا سوچتے ہیں

نہ کرو سود و زیاں کی باتیں
عشق میں ایسے بھی کیا سوچتے ہیں

روگِ دل جان سے پیارا ہو جنہیں
کب کسی غم کی دوا سوچتے ہیں

زینؔ سب دے کے دعائیں اس کو
پھر کوئی اور دعا سوچتے ہیں

سیّدہ ارفعٰ زینب

نام سیّدہ ارفعٰ زینب، تخلص ارفعٰ، اسلامیات کے مضمون میں ایم اے کیا ہوا ہے۔ ہاؤس وائف ہیں۔ اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۱ء میں کی جو تا حال پورے زور و شور سے جاری ہے۔ جن اصناف سخن کو اپنے اظہار کا وسیلہ سمجھتی ہیں اُن میں حمد، نعت، نظم، غزل اور آزاد نظم شامل ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی اور نہ مستقبل قریب میں کوئی ارادہ ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے

وہی ہیں وارثِ فکر و نظر ارفعٰ ہمیشہ سے
دل و جان کیا، مری تو زندگی قرباں محمد پر

ای میل ایڈریس Arfazainab8@gmail.com

غزل

ہیں مخلص جو سب کا بھلا سوچتے ہیں
مگر سب اُنہیں کا برا سوچتے ہیں

ہیں مجرم زمانے میں آزاد پھرتے
وہ نیکوں کی خاطر سزا سوچتے ہیں

محبت کی باتیں وہ کرتے ہیں سب سے
تو اہلِ جفا بھی وفا سوچتے ہیں؟

تکبر کی دلدل میں دھنس جاتے ہیں جو
وہ خود کو ہی سب سے بڑا سوچتے ہیں

ستم گر رعایا پہ ڈھاتے ستم ہیں
وہ بندوں پہ خود کو خدا سوچتے ہیں

آسائشِ دنیا کی لذت میں کھو کر
یہیں پر بہشتی مزا سوچتے ہیں

دُبک جاتے ہیں جو جفاجو سے ڈر کے
اُنہیں کیا کہیں لوگ کیا سوچتے ہیں

نہیں ہوتے مایوس حق کہنے والے
وہ رب کو ہی سب کچھ سدا سوچتے ہیں

ہیں دنیا میں ایسے بھی نادان پھرتے
جو بندوں کو مشکل کشا سوچتے ہیں

مصائب سے مومن نہیں چھوڑتے دِل
اسی میں وہ رب کی رضا سوچتے ہیں

جو راہِ خدا میں شہادت ہیں پاتے
فنا میں بھی اپنی بقا سوچتے ہیں

ستمگر بروزِ قیامت کریں گے
بھلا کس طرح سامنا، سوچتے ہیں

یہ دیووں کی دنیا ہے، کمزور، ارفعؔ
جئیں کس طرح؟ یہ ذرا سوچتے ہیں



شاہین فصیح ربانی

نام شعیب ربانی، تخلص شاہین فصیح ربانی / فصیح، کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کررکھا ہے۔ ملازمت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ رہائشی شہر دینہ، جہلم (پاکستان) ہے۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔ اصناف سخن میں غزل، آزاد نظم، ماہیا، ہائیکو، دوہا، رباعی، قطعہ غرضیکہ ہر صنفِ ابلاغ پر طبع آزمائی کی اور خوب کی۔ دو کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، کوئی خواب ہمارا ہو (اردو پنجابی ماہیے) ۲۰۰۲ء اور اگلے پَل کی طرف (غزلیات) ۲۰۰۶ء۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

آپ مغرور کیوں سمجھتے ہیں
مجھے کم بولنے کی عادت ہے

ای میل sfaseehrabbani@yahoo.com

غزل

خرد والے زیادہ سوچتے ہیں
بھٹک جاتے ہیں، جتنا سوچتے ہیں

ابھی تسکین ہے کچھ زندگی میں
ابھی کچھ لوگ اچھا سوچتے ہیں

نکل آئے گا حل کچھ مسئلے کا
ادھر بیٹھو! ذرا سا سوچتے ہیں

چھلک آئی ہیں کیوں آنکھیں تمھاری
کہا تو ہے کہ اچھا! سوچتے ہیں

بہت مشکل ہے ان کے ذہن پڑھنا
یہ سطحی لوگ گہرا سوچتے ہیں

غرض کوئی نہیں رکھتا کسی سے
یہاں سب اپنا اپنا سوچتے ہیں

کسی کو کیا خبر ہم ہجر والے
سرِ تنہائی کیا کیا سوچتے ہیں

غزل

اثبات میں، وہ میرا انکار سوچتے ہیں
کیا سوچتا ہوں میں اور کیا یار سوچتے ہیں

الفاظ سے عدو اب آگے نکل چکا ہے
اب چھوڑیئے قلم کو تلوار سوچتے ہیں

برتر سمجھ رہے ہیں کیا آپ خود کو سب سے
اپنے لیے الگ سا کردار سوچتے ہیں

وہ عشق کیا جنوں کیا، وہ لوگ ہیں زبوں کیا
جو دشت میں کھڑے ہیں، دیوار سوچتے ہیں

پھولوں کی سمت ان کی جاتی نہیں توجہ
جو خار بو رہے ہیں گلزار سوچتے ہیں

وہ جن پہ فکر کرنا میدان تھا کتب کا
اب ان معاملوں پر اخبار سوچتے ہیں

ڈھل آتی ہے غزل میں پھر بھی فصیح دنیا
اپنے لیے لکھیں گے، ہر بار سوچتے ہیں



شفیق رائے پوری

نام اے شفیق، تخلص شفیق رائے پوری، تعلیم : گریجویٹ (بی اے اردو و فارسی مضامین کے ساتھ)۔ سرکاری ملازمت سے سبکدوش (وظیفہ یافتہ) ہیں۔ رہائشی شہر جگدل پور ضلع بستر چھتیس گڑھ، انڈیا ہے۔ شاعری کی ابتدا 1975 سے ہوئی جو تا حال جاری و ساری ہے۔ اصنافِ سخن میں غزل اور نعت و منقبت میں طبع آزمائی مرغوب ہے۔ غزلوں کا ایک مجموعہ صراطِ کرب کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک نعت و مناقب کا مجموعہ زیرِ اشاعت ہے جو جلد منظرِ عام پر آ جائے گا۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

دکھا کے لوگوں کو آئینہ کیا ملا مجھ کو
تمام شہر کو اپنے خلاف میں نے کیا

ای میل shafiqueraipuri.5654@gmail.com

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ہم بصد احترام سوچتے ہیں
جب نبی کا مقام سوچتے ہیں

پہلے آقا کا نام سوچتے ہیں
پھر نیا کوئی کام سوچتے ہیں

جب بھی لکھتے ہیں نعتِ پاکِ رسول
پہلے رب کا کلام سوچتے ہیں

دیکھ کر زائرین غارِ حرا
مصطفےٰ کا قیام سوچتے ہیں

ساری دنیا میں پھیل جائے کاش
مصطفےٰ کا پیام سوچتے ہیں

کب مدینہ بلائیں گے آقا
ہم یہی صبح و شام سوچتے ہیں

دیکھ کر حسنِ مصطفےٰ پہروں
شمس و ماہِ تمام سوچتے ہیں

تم قیام و سجود کی سوچو
ہم درود و سلام سوچتے ہیں

کیوں نہ مہکیں دل و دماغ شفیقؔ
آپ آقا کا نام سوچتے ہیں



شہناز رضوی

نام شہناز رضوی، تخلص شہناز، تعلیم گریجویشن، پی آئی اے میں آفیسر ہیں۔ رہائشی شہر کراچی ہے۔ شاعری کی شروعات انتہائی بچپن یعنی محض چَودہ سال کی عمر میں ہوئی۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحہ، غزل، نظم غرض یہ کہ ہر صنفِ سخن پر خامہ فرسائی کی۔ ایک شعری مجموعہ متاعِ زیست کے نام سے موجود ہے۔ ایک اور مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔ موجِ غزل کی انتہائی سرگرم رکن ہیں اور روزِ اوّل سے اس کے ساتھ ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

صرف ممتا کا جوش تھا ورنہ
آبِ زم زم رواں نہیں ہوتا

غزل

ہم اُن کے لئے بس بھلا سوچتے ہیں
وہ جب سوچتے ہیں بُرا سوچتے ہیں

ازّل ہی سے حرفِ دعا سوچتے ہیں
نہ کچھ اور اس کے سِوا سوچتے ہیں

ہر اک سے الگ اور جُدا سوچتے ہیں
وہ انساں کو جب سے خُدا سوچتے ہیں

کہانی کا عنواں ، فسانے کا عنواں
ہر اک بار ہی ہم نیا سوچتے ہیں

وہ جتنے بھی ہوں بے خبر ہم سے لیکن
اُنہیں با خدا ہم سدا سوچتے ہیں

غریبوں کی بستی ہے، کچے مکاں ہیں
برس جائے نہ یہ گھٹا سوچتے ہیں

جُدا وہ ہُوئے جب سے شہنازؔ، اُن کے
تغافل کی ہر اِک ادا سوچتے ہیں



صابر جلالپوری

نام محمد صابر، تخلص صاؔبر، تعلیم (بی اے سوم) اردو سے، کپڑے کی تجارت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ رہائش اُردو بازار جلالپور، امبیڈکر نگر میں ہے۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، منقبت، غزل، قطعہ، نظم، شہرا، رخصتی، گیت ودیگر اصناف پہ شاعری کی ہے، گویا ہمہ جہتی شاعری کے قائل ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی نہیں ہے، اِس ضمن میں، مستقبل میں ارادہ ضرور ہے، اگر خدا نے چاہا۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

علم والوں کی کہاں قدر رہے گی باقی
جب تلک ہاتھ میں جاہل کے حکومت ہوگی

ای میل ایڈریس۔ msabirjlp@gmail

غزل

کہاں کے کہاں کا کہاں سوچتے ہیں
شکستِ زمیں آسماں سوچتے ہیں

محبت کے پالے ہوئے امن بانٹیں
جو آتش فشاں ہیں دھواں سوچتے ہیں

کبھی دسترس تک جو پہونچے نہیں ہے
وہی لوگ اکثر یہاں سوچتے ہیں

مکمل تسلسل سے ہی جیت ہوگی
زباں رکھ کے اہلِ زباں سوچتے ہیں

بڑی بات صابر جو اترے کھرے ہم
جو سوچیں تو سارا جہاں سوچتے ہیں



ضیاء شہزاد

نام ضیاء الدین، قلمی نام ضیاء شہزاد، ۲۷ر جنوری ۱۹۴۲ء کو باول، ہریانہ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ جامعہ کراچی سے صحافت میں ایم اے کر رکھا ہے۔ مختلف اخبارات و جرائد سے وابستہ رہے۔ ذاتی روزنامہ قومی اتحاد جاری کیا۔ ماہنامہ ''سات رنگ ڈائجسٹ'' اور ''داستان ڈائجسٹ'' کے مدیر رہے۔ ذاتی فلم ''دلاری'' بنائی، جس کے سکرپٹ رائٹر، ڈائریکٹر اور پروڈیوسر خود تھے۔ بے شمار فلموں کے سکرپٹ اور گیت لکھے۔ مختلف ڈائجسٹوں میں افسانے، قسط وار و مختصر کہانیاں لکھیں۔ اِن کی کتابوں میں ''یادوں کے اجالے''، ''ہجر کا تماشا''، ''چاند سا چہرہ'' اور ''ہجر کے رات دن'' شامل ہیں۔ بے شمار کتب زیرِ اشاعت ہیں جن میں حمد و نعت کا مجموعہ، نظموں کا مجموعہ، افسانوں کا مجموعہ ''ہمسفر'' اور ناول ''بدنام'' شامل ہیں۔

غزل

برا جو بھی ہمارا سوچتے ہیں
سدا ان کا ہم اچھا سوچتے ہیں

جو قسمت میں لکھا ہے وہ اٹل ہے
تو پھر ہم کیوں زیادہ سوچتے ہیں

جو قسمت میں لکھا ہے وہ اٹل ہے
تو پھر ہم کیوں زیادہ سوچتے ہیں

ہم اپنی کشتی کے خود ناخدا ہیں
کسی کا کب سہارا سوچتے ہیں

مٹا دیں آؤ نفرت ہم دلوں سے
کہ اک دوجے کو پیارا سوچتے ہیں

بڑی مدت سے دل گھبرا رہا ہے
حسیں کوئی نظارہ سوچتے ہیں

بدل جاتی ہے دنیا سوچنے سے
اگر ہے سچ دوبارہ سوچتے ہیں

اگر مر مر کے جینا ہی لکھا ہے
کریں گے ہم گوارا سوچتے ہیں

انہیں شہزاؔد بس اپنی پڑی ہے
چلو اب ہم بھی اپنا سوچتے ہیں

غزل

ہمارے لئے کب بھلا سوچتے ہیں
وہی جن کو اپنا سدا سوچتے ہیں

سجاتے ہیں وہ بس دکانِ سیاست
جنہیں اپنا ہم رہنما سوچتے ہیں

کریں کیا شکایت کہ وہ بے وفا ہیں
وہی خود کو ہم سے جدا سوچتے ہیں

بھلائی کا بدلا برائی ملا ہے
زمانے کی ہم یہ ادا سوچتے ہیں

برائی کا انجام ہر دم برا ہے
بھلائی کی خاطر بھلا سوچتے ہیں

نیا ہے زمانہ نئی اس کی باتیں
سبھی آج کل بس نیا سوچتے ہیں

وہ جن کے لئے بارہا مر گئے ہم
وہی تو ہمارا برا سوچتے ہیں

کسی نے اگر ہم سے کی ہے بھلائی
ہم ان کا ہمیشہ سوا سوچتے ہیں

یہی سمجھو شہزاد فطرت ہے اپنی
بروں کے لئے بھی بھلا سوچتے ہیں



ظہیر قندیل

نام محمد ظہیر، تخلص قندیل، حسن ابدل میں رہائش پذیر ہیں۔درس و تدریس سے وابستہ ہیں، کیڈٹ کالج، حسن ابدال میں پڑھاتے ہیں۔وہاں کے ادبی مجلّے کے نگران و مدیر ہیں۔بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ان کی ایک کتاب ''بڈھ پیر کا مجاہد'' جوان کے اپنے شاگرد کے بارے میں ہے، ان کی مشہور تصنیف ہے۔خوبصورت شاعر ہیں۔اصنافِ سخن میں غزل پسندیدہ صنفِ سخن ہے۔عرصۂ طویل سے مشقِ سخن فرما رہے ہیں۔طنز و مزاح سے بھی شغف رکھتے ہیں۔اخبارات میں کالم بھی لکھتے ہیں۔موجِ غزل کے ابتدائی کرمفرماؤں میں سے ایک ہیں۔

غزل

ہم تجھ کو مدام سوچتے ہیں
سب چھوڑ کے کام سوچتے ہیں

اک دل ہے کہ مانتا نہیں ہے
کھائیں گے، حرام، سوچتے ہیں

جینے کی انھیں بھی ہو اجازت
کیا کیا یہ عوام سوچتے ہیں

اب کیسے ہو اعتماد ان پر
کر کے جو کلام سوچتے ہیں

دن بھر نہیں سوچتے تمھیں ہم
ہوتی ہے جو شام سوچتے ہیں

گزری جو الف سے لے کے ے تک
فرصت میں تمام سوچتے ہیں

قائم یہ بھرم رہے ہمارا
چل اس کا دوام سوچتے ہیں

قندیلؔ رکھا گیا ہمیں کیوں؟
بے نیل مرام، سوچتے ہیں



عبدالغنی ماہر

نام عابد عبدالغنی، تخلص ماہرؔ، تعلیم ایل ایل ایم، وکالت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ حیدر آباد دکن، ورنگل، انڈیا میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۱۱ میں ہوئی۔ اصناف سخن میں فی الحال غزلیات پر ہی توجہ ہے۔ تاحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم مستقبل قریب میں غزلوں کا مجموعہ منظرِ عام پر لانے کا ارادہ ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

انقلابی دور میں بھی ہم اٹھاتے ہیں قلم
کام لیتے ہم نہیں جذبات میں شمشیر سے
جسم کو تو قید کر سکتے ہو لیکن یاد ہو
تم خیالوں کو جکڑ سکتے نہیں زنجیر سے

ای میل ایڈریس:ghaniabdula@gmail.com

غزل

چلو اب کے ہم کچھ نیا سوچتے ہیں
ہو ملت کا کیسے بھلا سوچتے ہیں

تغافل کا اہلِ جفا سوچتے ہیں
وفا ہی کریں با وفا سوچتے ہیں

تباہی مچائے دغا باز نیناں
رہیں نیناں خوش ہم سدا سوچتے ہیں

ترے ہجر کے سوز میں دل جلا کے
ہمیں اور غم ہوں عطا سوچتے ہیں

یہ نفرت کا بدلہ محبت سے دیں گے
صنم آپ ایسا بھی کیا سوچتے ہیں

جلا کر خوشی کا دیا منتظر ہیں
کبھی وقت ہو وصل کا سوچتے ہیں

قیامت نظر سے جو طوفان اٹھا
ہوئے قہر میں مبتلا سوچتے ہیں

کٹے عمر ماہؔر کی جذبِ وفا میں
بھلا آپ کا برملا سوچتے ہیں

غزل

زندگی ہوتی ہے نعمت سوچ لیں
تندرستی ہے غنیمت سوچ لیں

ہے بہت مشکل محبت سوچ لیں
عشق بنتا ہے مصیبت سوچ لیں

جو بھلا کرتے ہیں اُن کا ہے بھلا
یہ ہے بہتر کام حضرت سوچ لیں

جھولیاں بھرتے ہیں جو محتاج کی
ان پہ رحمت اور برکت سوچ لیں

اے عدو تم کان اُن کے نہ بھرو
وہ نہیں سنتے شکایت سوچ لیں

کام ہو جائیں گے آساں اور سہل
کر کے محنت اور مشقت سوچ لیں

آگ پانی میں لگا کر وہ چلے
کرتے ہیں ایسی شرارت سوچ لیں

ہجر کے حالات ماہرؔ کیا کہیں
درد ہے غم اور وحشت سوچ لیں



محمد احمد زاہد

نام قمر عباس زاہد، قلمی نام محمد احمد زاہد، سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب میں رہائش پذیر ہیں۔ عربی اور اسلامیات ایم اے کر رکھا ہے۔ صدائے حق کے نام سے فیس بک پر حالاتِ حاضرہ پر کالم بھی لکھتے ہیں۔ شاعری کرتے ہوئے تقریباً چھ سات سال ہو چکے ہیں جو ہنوز جاری ہے۔ پسندیدہ شاعر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم اگلے سال تک نعتیہ کلام کے مجموعے کی اشاعت کا منصوبہ ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

تمہیں کیسے گوارہ ہو رہا ہے
ہمیں جو بھی خسارہ ہو رہا ہے

سوچ کی گہرائی

رہتا تھا جو میرے
خیالوں میں
ہردم ہر پل
میرے خوابوں میں
نہ دن کو چین
نہ رات کو آرام
کل کائنات تھی
بس اس کی یاد
جس نے میری دنیا
کر رکھی تھی ویران
پھر یکدم آئی ذہن میں
اک یہی سوچ اور وہ بھی
اتنی گہرائی میں کہ وہ
مجھ سے یوں ہوئی گویا

جتنا تم اسے چاہتے ہو
جس قدر پیار کرتے ہو
اس کے بغیر جیسے تمہارا حال ہوتا ہے
کیا ادھر بھی یہی حالات ہیں
ہر طرف سے آواز آئی
تمہی اسی طرح کی سوچ رکھتے ہو
وہ تو کسی اور کی زلفوں کا اسیر ہے
محبت سے خالی اس کا خمیر ہے
بے وفائی سے مخمور اس کا ضمیر ہے



محمد خلیل الرحمٰن خلیل

نام محمد خلیل الرحمٰن، تخلص خلیل، تعلیم ایم اے، ایم ایڈ، ایل ایل بی ہے تاہم روزگار کے لئے تعلیم و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں۔اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔شاعری کی ابتداء ۲۰۱۰ء میں کی جو ہنوز جاری ہے۔ اصنافِ سخن میں نعت، حمد، غزل، نظم سبھی ابلاغ کا ذریعہ ہیں۔حمد و نعت پر مشتمل شاعری کا ایک مجموعہ ''نورِ حرا'' شائع ہو چکا ہے۔اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

قرآن پڑھ کے دیکھ اطاعت کے واسطے
ذکرِ رسول ملتا ہے ذکرِ خدا کے ساتھ

ای میل muhammadkhalilr6@gmail.com

غزل

لگے ہے دل کو تُو کتنا حسین ، سوچتے ہیں!
ترے لیے بھی غزل کی زمین ، سوچتے ہیں!

کہ خال و خد میں حسیں ہو ، یہ مان لیتے ہیں
ہمارے واسطے ہو بہترین ، سوچتے ہیں!

وُہ ذات پات نہ رسم و رواج کو مانیں
جو شہرِ ذات کا واحد نگین سوچتے ہیں

وُہ شخص ہم کو نظر آئے جا بجا اب تو
ہمارے دل کے ہُوا کب قرین؟ سوچتے ہیں

فصیلِ ذات سے باہر کے لوگ ہیں کیسے
یہ بات صرف جہاں میں ذہین سوچتے ہیں

وُہ بے وفا نہ نکل آئے خوف دل میں لیے!
ہمارے بارے میں زہرہ جبین سوچتے ہیں!

وُہ بے پناہ مُحبت کریں ہیں ہم سے خلیلؔ
یہ کیسے دل نہ کرے ہے یقین، سوچتے ہیں!



محمد شعیب قادری

نام محمد شعیب اختر قادری، تعلیم اُردو سے مولانا، فی الحال کسی پیشے سے وابستگی نہیں۔ دھرم سنگھوا یوپی سنت کبیر نگر میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۸ء کے اوائل میں کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، غزل وغیرہ اظہار کا ذریعہ ہیں۔ تاحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی البتہ کلام اتنا زیادہ لکھ چکے ہیں کہ اگر اس کو کتابی اشکال دی جائیں تو دو تین چار کتابیں بن جائیں گی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

لب کشائی نہ ہوگی مجھ سے اب
میں نے محبوب تیرے دیکھے ہیں

غزل

صنم کو ہم اپنی صنم سوچتے ہیں
مگر یہ ہے اپنا وہم سوچتے ہیں

وہ کہتی ہے ہردم مجھے پیار دو تم
مگر ہم ہمیشہ ہی کم سوچتے ہیں

اسی واسطے ظلم سہتے ہیں اس کے
کرے گا کسی دن کرم سوچتے ہیں

وہ قسمیں وہ وعدے مریں گے جئیں گے
یہ اپنا تھا سارا بھرم سوچتے ہیں

ہوا عشق پھر ہو وہ کوئی بھی ذاتی
کہاں عشق والے دھرم سوچتے ہیں

رلائے گی اک دن مری یاد اس کو
یہ شام و سحر سن لو ہم سوچتے ہیں

وہ اپنی ہی باتوں کو اوپر کرے گی
اُسے کیا پڑی ہے کیا ہم سوچتے ہیں

حکومت ہمیں ہر گھڑی ہے ستاتی
نہیں ہم میں کوئی وہ دم سوچتے ہیں

دکھا دو حکومت کو اوقات اس کی
مٹا دیں ہمیں جو بھرم سوچتے ہیں

اکیلا جو پا کر ہمیں مارتے ہیں
بتا دو وہ ہجڑے ہیں ہم سوچتے ہیں

تو اک بات کہنا اے اختر صنم سے
نہ یاد آئیں اب وہ یہ ہم سوچتے ہیں



محمد جسیم الدین نوری

نام محمد جسیم الدین نوری فیضی رضوی، تخلص نوریؔ، ۱۵ رمئی ۱۹۹۰ء کو پیدا ہوئے، بی اے اردو کے علاوہ جامعہ فیض العلوم ٹاٹا جمشید پور بانی ادارہ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ والرضوان سے حفظ وقرأت کی تعلیم حاصل کی۔ درس وتدریس سے منسلک ہیں۔ پرسوان پوسٹ وتھانہ رمونا، ضلع گڑھوا جھارکھنڈ (انڈیا) میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۱ راگست ۲۰۱۸ء میں کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت اور غزل پسندیدہ ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

مجھ کو اب کیا غم ستائے مہرباں ہیں مصطفیٰ
بے قراری میں مری تسکین جاں ہیں مصطفیٰ

ای میل J4jasim786@rediffmail.com

نعت رسولِ مقبول ﷺ

مدینے کو جائیں یہی سوچتے ہیں
بلائیں گے کب وہ نبی سوچتے ہیں

ہو کامل ارادہ پہنچتے وہی ہیں
مدینے کو ورنہ سبھی سوچتے ہیں

من زار قبری تو ہو گی شفاعت
کہا ہے نبی نے تبھی سوچتے ہیں

جو قسمت سے بن جائے مدفن مدینہ
ہم اس موت کو زندگی سوچتے ہیں

وہ پل میں سرِ عرش جا کر کے آنا
یہ قدرت ہے تجھ کو ملی سوچتے ہیں

کہا رب نے جبریل جا دے بشارت
وہ امت کی خاطر نبی سوچتے ہیں

ملے فائدہ کس سے ہوگا خسارہ
اچھے سے نیکی بدی سوچتے ہیں

ہمارا یہ انداز نورؔی الگ ہے
قلم لے کے ہم شاعری سوچتے ہیں



محمد ایاز بسمل

نام ملک خان، تخلص ایاز بسمل، تعلیم ایف۔اے۔ضلع خوشاب سے تعلق ہے اور ناڑی شمالی خوشاب میں رہائش پذیر ہیں۔شاعری سے لگاؤ بچپن ہی سے تھا۔باقاعدہ اردو شاعری کا آغاز ۲۰۱۶ء سے اور پنجابی سرائیکی شاعری کا آغاز ۲۰۱۸ء سے کیا۔ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔اِن کا نمائندہ شعری ہے ۔

جنازے خواہشوں کے دیکھ کر بسملؔ
فنا و زیست کی ماری بقا روئی

غزل

غموں کے ختم ہوں گے کب اجارے سوچتے ہیں
مصائب کے نگر میں غم کے مارے سوچتے ہیں

ہماری فکر میں تم ہی فقط الجھے نہیں ہو
کہ ہم بھی میری جاں تیرے ہی بارے سوچتے ہیں

مٹا پائے نہ دوری کو کناروں کی طرح ہم
یہی ہم بیٹھ کر دریا کنارے سوچتے ہیں

نزاکت دیکھ کر شمس و قمر بجھنے لگیں گے
کسی دن وہ اگر خود کو سنوارے سوچتے ہیں

کہیں تم سے بچھڑ کر مر نہ جائیں ہم یقیناً
تمہارے بن یہی دن رات پیارے سوچتے ہیں

حقیقت ہے وہ منزل پا نہیں سکتے جو بسمل
محبت میں محبت کے خسارے سوچتے ہیں



منور جہاں منور

نام سیّدہ منور جہاں زیدی، قلمی نام منور جہاں منور، تعلیم ایم ایس سی، سوشل میڈیکل آفیسر رہ چکی ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہی ہیں۔ کینڈا میں مقیم ہیں۔ اردو ادب سے بچپن ہی سے لگاؤ رہا ہے۔ شاعری میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اصنافِ سخن میں ابلاغ کا محبوب ذریعہ غزل ہے۔ دو کتابیں ''داستان'' اور ''سلسلۂ رنگِ عقیدت'' شائع ہو چکی ہیں۔ مستقل قریب کی متوقع کتابوں میں ''منزلِ عشق''، ''گلہائے رنگ رنگ'' اور ایک اور شاعری کا مجموعہ شامل ہے جس کا نام ابھی رکھنا باقی ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے

بہت حسین ہے تیرے خیال کی دنیا
جہاں پہ کوئی نہ تھا ہم وہاں بھی ہو آئے

غزل

عجب لوگ ہیں جو برا سوچتے ہیں
جو اچھے ہیں ہر دم بھلا سوچتے ہیں

یہ ہم ہیں کہ ان کو بسایا ہے دل میں
مگر کیوں وہ ہم سے جدا سوچتے ہیں

زمانہ کہاں کام آیا کسی کے
جہاں والے اپنا بھلا سوچتے ہیں

کرو نیکی اور ڈالو دریا میں اس کو
یہی نیکی اک ہم سدا سوچتے ہیں

گلہ ان سے کیا کر سکیں گے بھلا ہم
وفا جب بھی کی وہ جفا سوچتے ہیں

زمانے کے انداز بدلے گئے ہیں
کہاں لوگ حرفِ دعا سوچتے ہیں

منوّر یہ سب ہیں مقدر کی باتیں
جو اپنے ہیں وہ بھی برا سوچتے ہیں



نادیہ سحر

نام نادیہ سحر، تخلص سحر، تاریخ پیدائش ۱۰/ اپریل ۱۹۸۳ء۔ تعلیم بی اے، ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۹۸ء میں کی جو تا حال زور و شور سے جاری ہے۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز و مزاح میں طبع آزمائی کرتی ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی تاہم ایک شعری مجموعہ زیرِ اشاعت ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

تو نے دُکھتا ہوا دل ، اور دُکھا ڈالا ہے
ایسے ہوتے ہیں مسیحا ؟ یہ مسیحائی ہے؟

ای میل ایڈریس nadiasahar7500@gmail.com

غزل

شام ہے ، دریا کنارا ہے، تجھے سوچتے ہیں
دل پہ تیرا ہی اجارا ہے ، تجھے سوچتے ہیں

تیرے ہی دم سے ہیں اس زیست میں ساری خوشیاں
تو ہی جینے کا سہارا ہے ، تجھے سوچتے ہیں

اور تو کوئی نہیں ہے جو ہمیں یاد آئے
جب بھی اس دل نے پکارا ہے، تجھے سوچتے ہیں

اپنے ہاتھوں میں ترے ہاتھ ہوں اور باغ کی شام
پھر تو ہر درد گوارا ہے، تجھے سوچتے ہیں

زندگانی کے سفینے پہ سفر کے ہر پل
تو ہی دریا کا کنارا ہے ، تجھے سوچتے ہیں

نادؔیہ کو نہیں دنیا سے تعلق کوئی
تو ہی تو ایک ہمارا ہے ، تجھے سوچتے ہیں



نوید ظفر کیانی

نام نوید کیانی، تخلص ظفؔر، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، پشتینی تعلق کٹیام، گوجر خان سے ہے تاہم رہائش اسلام آباد میں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایک نیم سرکاری ادارے میں ملازمت کر رہے ہیں۔ شاعری کی ابتدا بچپن سے ہوئی۔ پسندیدہ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، غزل، لمرک، ہائیکو، قطعات، انشائیہ، فکاہیہ مضمون، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔ ''ارمغانِ ابتسام'' کے نام سے ایک طنز و مزاح پر مبنی دو ماہی برقی مجلّہ بھی جاری کر رکھا ہے۔ شاعری کی بہت سی برقی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں جہانِ دگر، اور بارش ہو، ڈنکے کی چوٹ، ڈھول کا پول، زبان درازیاں، کھری کھری، دگڑ دگڑ وغیرہ شامل ہیں۔

ای میل nzkiani@gmail.com

غزل

جو زمانے سے جدا سوچتے ہیں
کب جزا اور سزا سوچتے ہیں

شب کا جنگل تو ہے تاحدِ نظر
لے کے ہاتھوں میں دیا سوچتے ہیں

عمر تو کٹ بھی چکی تقریباً
اور جینے کی ادا سوچتے ہیں

درد کچھ دل میں سوا ہوتا ہے
جب کبھی تجھ کو سوا سوچتے ہیں

میرے بارے میں جھجھک کیسی ہے
کبھی بادل بھی بھلا سوچتے ہیں

کر دیا راکھ جلا کر مجھ کو
اب بہ اندازِ صبا سوچتے ہیں

لے کے اُڑ جاتے ہیں پھر جال کو بھی
جب گرفتارِ بلا سوچتے ہیں

مدتوں بعد ملیں جب خود سے
آئینہ دیکھ کے کیا سوچتے ہیں

کر چکے اُن سے گلہ شکوہ بہت
اب نیا طرزِ نوا سوچتے ہیں

کہکشاؤں کا جہاں تذکرہ ہو
تیرا نقشِ کفِ پا سوچتے ہیں

دھوپ میں جلنا ہے آخر کب تک
اونگتے پیڑ سدا سوچتے ہیں

غزل

اچھوں کا بھی بھلا کب بے دید سوچتے ہیں
یہ جب بھی سوچتے ہیں تنقید سوچتے ہیں

ہو نہ وصال کی شب گو وینٹ گون تب تک
ہم عرضِ دل کی جب تک تمہید سوچتے ہیں

یہ لیڈرانِ قومی کا بن چکا وتیرہ
دے کر بیاں پھر اُس کی تردید سوچتے ہیں

تفہیمِ عشقِ شیخاں، کچھ ہے تو بس یہی ہے
ظالم ہمیشہ بہرِ تولید سوچتے ہیں

وہ ہیں کہ ہر قدم پر دیتے پھریں اڑنگی
ہم ہیں کہ پھر وفا کی تجدید سوچتے ہیں

کیا ہم میں اور رقیبوں میں فرق کچھ نہیں ہے
کیوں ٹاس کر رہی ہے ناہید، سوچتے ہیں

اِس واسطے ہم اُن کو بجو سے لگ رہے ہیں
ہر شے کو ہی بہ رنگِ تجرید سوچتے ہیں

کہتا تھا کون کس کو جمہوریت کا دشمن
کرتا ہے کون کس کی تائید، سوچتے ہیں

اُس کا تو کیس تھا کچھ تھانہ کچہری والا
کیوں قیس کی کریں ہم تقلید، سوچتے ہیں



نیّر جونپوری

نام شاہدالحق شاہد، قلمی نام نیَّر جونپوری، جونپور، اتر پردیش، انڈیا میں رہائش پذیر ہیں۔ ایم اے و فاضلِ دینیات کر رکھا ہے۔ مصروفیات تعلیم و شعروشاعری ہے۔ آغاز شاعری دورانِ طالب علمی میں ہی کر دیا تھا جو تاحال جاری ہے۔ اِن کے پسندیدہ شاعر احمد فراز، پروین شاکر، منور رانا وغیرہ ہیں۔ استاد باقاعدہ طور پر کوئی نہیں مگر جن سے جو سیکھا انہیں غائبانہ استاد تسلیم کرتا ہوں۔ کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم ایک مجموعۂ کلام نغمات الاسرار و گلدستہ نعت زیرِ طبع ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؂

یارب دعا ہے دولتِ افکار بخش دے
دل کو ہمارے الفتِ سرکار بخش دے

غزل

چلے آؤ، ہے تنہائی اکیلے سوچتے ہیں
بچھڑنے میں ہے گہرائی اکیلے سوچتے ہیں

مری دھڑکن تمھارے نام کی مالا ہی جپتی ہے
کہاں کیسی شناسائی اکیلے سوچتے ہیں

ملے کس موڑ پر دونوں کہاں نظریں ملیں اپنی
سمجھ یہ بات نہ آئی اکیلے سوچتے ہیں

میں بچ بچ کے ہی نکلا ہوں مصیبت ٹل گئی ورنہ
تھی میرے سامنے کھائی اکیلے سوچتے ہیں

حقیقت ہے انھیں پہلی نظر میں اپنا سمجھا تھا
مگر نکلے وہ ہرجائی اکیلے سوچتے ہیں

اے دل کے چین کچھ تو آپ بیتی ہم سے بھی کہتے
نہ جانے کیوں قسم کھائی اکیلے سوچتے ہیں

وہ ایسا حادثہ تھا زیست کا نیّرؔ نہ بھولیں گے
یہ میں نے کیا سزا پائی اکیلے سوچتے ہیں

غزل

سبھی کے لیے ہم بھلا سوچتے ہیں
مگر آپ اِس سے جدا سوچتے ہیں

ہمیں اُن کی چاہت کہاں راس آئی
جو خود کو جہاں میں خدا سوچتے ہیں

چلو مل کے دونوں بسائیں جہاں کو
یہی ہم تو کب سے سدا سوچتے ہیں

ہمیشہ سمجھتے ہیں اپنا جسے ہم
خدا جانے ہم کو وہ کیا سوچتے ہیں

پریشانیاں بھی ہیں رحمت خدا کی
بتا دو جو زیرِ وبا سوچتے ہیں

وہی کام آیا ہمارے تمہارے
جسے لوگ بالکل گیا سوچتے ہیں

بڑوں کا کہا کیوں نہ ہم مانیں تیزؔ
ہمارے لیے وہ بجا سوچتے ہیں



ہاشم علی خان ہمدم

نام ہاشم علی خان، تخلص ہمدم، تاریخ پیدائش ۷ رجولائی ۱۹۷۳ء کو دنیا میں تشریف لائے۔ تعلیم ایم اے (اردو، انگریزی)، ایجوکیشن، (پی ٹی سی، سی ٹی، بی ایڈ) وغیرہ ہیں۔ درس وتدریس (اردو، انگلش، ایجوکیشن، تربیت کار اساتذہ) سے وابستہ ہیں اور مستقل طور پر ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ میں لیکچرار اردو کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رہائش خودہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان میں ہے۔ شاعری ۱۹۹۴ء میں کالج دور سے شروع کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز ومزاح پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ مختصر شعری مجموعہ ''موج غزل'' شائع ہو چکا ہے۔ حمد، نعت، منقبت، سلام منتخب دیوان اور غزلیات پر مشتمل ڈیڑھ درجن کتب زیرِ اشاعت ہیں۔ نمائندہ شعر ہے ۔

یہ کس نے مجھ پہ محبت کا دم کیا ہوا ہے
کہ اپنے آپ سے ملنا بھی کم کیا ہوا ہے

ای میل ایڈریس itshamdam@mail.com

غزل

کیا ہوا ہے؟ کب ہوا ہے؟ جانچتے ہیں، سوچتے ہیں
یہ تماشا چند شاعر دیکھتے ہیں، سوچتے ہیں

زندگی کے مسئلے پر بات کرنا لازمی ہے
آؤ! تھوڑی دیر، مل کر بیٹھتے ہیں، سوچتے ہیں

در کھلا، دیوار کیا ہے؟ پیش منظر، پار کیا ہے؟
آئنے سے اپنے بارے پوچھتے ہیں، سوچتے ہیں

لال بتی جل رہی ہے، جس پہ دنیا چل رہی ہے
بے سبب خواہش کے پیچھے بھاگتے ہیں، سوچتے ہیں

دائروں میں نقش کیا ہے؟ زاویوں میں عکس کیا ہے؟
آڑھی ترچھی کچھ لکیریں کھینچتے ہیں، سوچتے ہیں

خواب جیسے کچھ ستارے اور پیارے کھو گئے ہیں
کیا زمیں سے آسماں تک ڈھونڈتے ہیں، سوچتے ہیں

نام اور کردار کیا ہے ؟ ربط ، منظر ، وقت کیا ہے ؟
آؤ ! ہم ساری کہانی کھولتے ہیں ، سوچتے ہیں

کیا کسی کا گھر نہیں ہے ؟ یا کوئی اپنا نہیں ہے
کچھ پرندے بے شجر کیوں بیٹھتے ہیں ؟ سوچتے ہیں

عشق کا دریا وہی ہے ، راستہ دل کا وہی ہے
اب کسی کچے گھڑے پر تیرتے ہیں، سوچتے ہیں

کب تلک یوں دوریوں کی تیرگی میں ہم رہیں گے
ہجر کی اندھی گلی کو ناپتے ہیں، سوچتے ہیں

وشت اور پاتال کیا ہے ؟ دلدل و سیال کیا ہے؟
گہرے دریا میں خزانہ کھوجتے ہیں، سوچتے ہیں

ہے خیالِ یار ہردم، شعر کا معیار پیہم
بے ارادہ جس کو ہر پل سوچتے ہیں، سوچتے ہیں

کٹ رہے ہیں جبر کی تلوار پر جب لوگ ہمدم
کیوں محبت کی زباں ہم بولتے ہیں؟ سوچتے ہیں



مفتاح الحسن
مفتاح چشتی

نام مفتاح الحسن، تخلص مفتاح، ولدیت حضرت علامہ مفتی رفیق الحسن چشتی امجدی مصباحی علیہ الرحمہ۔ قصبہ ڈیراپور ضلع کانپور دیہات، یوپی انڈیا میں مقیم ہیں۔ الہ آباد بورڈ سے انٹر کیا ہوا ہے۔ علی گڑھ اردو بورڈ میں معلم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ پسندیدہ صنفِ سخن شاعری ہے اور شاعری میں حمد و نعت و منقبت ذریعۂ ابلاغ ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۹۶ء میں کی۔

سوچ

فتح و ظفر کی سوچ نہ پھر مال و زر کی سوچ
دنیا و آخرت کے تو مشکل سفر کی سوچ

ممکن نہیں کہ اجر برائی کا نیک ہو
جیسے تو بیج بوئے گا ویسے شجر کی سوچ

کس واسطے جھکاؤں کہیں اور جا کے میں
سنگِ دیارِ یار ہے جب میرے سر کی سوچ

ان کے درِ نیاز کا ذرہ ہے وہ فقط
جس نے بدل دی کہکشاں شمس و قمر کی سوچ

اپنا سا ان کو جو بھی کہے بس یہ مان لو
اندھے کی سوچ ہے یہ نہیں دیدہ ور کی سوچ

ان کا گزر جہاں ہے رسائی نہ پا سکی
حور و ملک کی سوچ نہ جن و بشر کی سوچ

مفتاؔح اس کا کیسے منافق سے ربط ہو
ہمراہ جس کے رہتی ہو ہر دم عمر کی سوچ

موجِ غزل کے ماہانہ پروگرام

ہر ماہ نئے رنگ

موجِ غزل عالمی مشاعرہ

پہلا ہفتہ — طرحی مشاعرہ (کلاسک، جدید رنگ)

دوسرا ہفتہ — ردیفی مشاعرہ (پابند ردیف رنگ)

تیسرا ہفتہ — طرحی مشاعرہ (موجِ غزل رنگ)

چوتھا ہفتہ — ردیفی مشاعرہ (منفرد ردیف رنگ)

ان شاء اللہ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام